باب ۱۱۲#

مدینے میں اسلام کے مخالفین اور منافقین

سورۃ البَقَرَۃ، آیات: ۸تا۲۹اور سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن

۴۲ مدینہ میں نو تعمیر مسلم معاشرے کے عناصرِ ترکیبی

۴۳ منافقین کا ظہور

۴۸ ایمان اور کفر کے درمیان متذبذبین

۴۹ یہود کی حرکتوں اور سازشوں پر سرزنش

۵۲ مدینے میں منافقین کی نمازیں

۵۲ سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن

باب ۱۱۲#

مدینے میں اسلام کے مخالفین اور منافقین

مدینہ میں نو تعمیر مسلم معاشرے کے عناصرِ ترکیبی

رسول اللہ ﷺ کے ذریعے مدینے میں ایک نئے معاشرے کے قیام کے وقت، اُس کے معماروں کے لیے ضروری تھا کہ وہ معاشرے میں تعامل کرنے والے انسانی گروہوں سے واقفیت حاصل کریں تاکہ مختلف مراحل میں مختلف طبقوں سے اُن کے طرزِ عمل پر حیرانی اور خلاف توقع نتائج پر افسردگی نہ ہو۔ جس طرح موجودہ دور میں اسلام کے لیے کام کرنے والوں کو ہمیشہ صاحبانِ اقتدار اور صاحبانِ جبہ ودستار اور اُن کے پیچھے چلنے والے عوام کالانعام سے ہوئی ہے۔

۱ اہلِ ایمان، مہاجر و انصار: مدنی معاشرے کے پہلے دو گروہوں کا تذکرہ پہلے رکوع میں ہو چکا، پہلا گروہ دو طرح کے اہلِ ایمان پر مشتمل تھا ایک مہاجرین جو قدیم الاسلام تھے اور شہرِ مکہ میں نبی ﷺ کی تربیت میں ایک وقت گزار چکنے کے باعث اپنے کردار میں ایک سلامت روی، صبر واستقامت کا نمونہ تھے، اِن کے تذکرے کے ساتھ اہلِ ایمان کے اوصاف بیان کیے گئے۔ دوسرا گروہ اُن ایثار و وفا کے پیکر نومسلم انصار کا تھا جنھوں نے اللہ کے نبیؐ کی اُس وقت مدد کی جب اُسے اُس کے شہر والوں نے رد کر دیا تھا اور اُس کے قتل کے درپے تھے۔ باوجود سارے اخلاص و ایثار کے اِن انصار کو ابھی نبی ﷺ اور مہاجرین کی صحبت میں تربیت کی شدید ضرورت تھی چناں چہ تقوے وپرہیزگاری کو ہدایت یابی کی شرط بتاتے ہوئے مومنین کے بنیادی عقائد واعمالِ صالحہ کا ذکر کیا گیا۔

۲ ہٹ دھرم اہلِ کتاب؛ یہودِ بنو اسرائیل: دوسرا گروہ بالکل واضح کفارِ یہود کا تھا جنھوں نے کتاب کے علم کی بنیاد پر آپؐ کو پہچان کر ماننے سے ابلیس کی مانند بربنائے تکبر انکار کر دیا، اللہ نے اُن کو ڈھیل دی اور موقع دیا کہ راہِ راست کی جانب پلٹ آئیں مگر یہ ہرگز ایمان کو نہ پا سکے سوائے گنتی کے چند نفوس کے۔ سورۃ البقرہ میں اِن کو اِن کی تاریخ سے اور اِن کو ملنے والے انعامات سے یاد دہانی ہے۔ اس سورہ میں

اِن کی غلط کاریوں کی فہرست بیان ہونے کے ساتھ نصیحت وتذکیر ہے اور تنبیہ بھی ہے۔ جس طرح اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کی راہ میں ابلیس کا تکبر رکاوٹ بنا، اُس کا تذکرہ اِن کے تکبر پر تنقیص ہے، ایک آیئنہ بھی ہے۔

منافقین کا ظہور

اسلام اوس اور خزرج کے قبیلوں میں کم و بیش پھیل ہی چکا تھا تاہم کچھ لوگ جو رہ گئے تھے اُن میں بھی تیزی سے نفوذ کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینے تشریف لانے کے پہلے چند مہینوں میں اہلِ ایمان کو خاص طور پر انصار کو یہود سے بڑی توقعات تھیں کہ وہ تو آخرت وتوحید کو ماننے والے ہیں ضرور اُس نبی کی تصدیق کر لیں گے جس کی وہ عرصہ دراز سے پیشن گوئی کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جاری اعلامیے کے بعد توقع کر رہے تھے کہ جلد ہی پورا یثرب متحد اور منظم ہو کر ایک سیاسی و دفاعی اکائی میں ڈھل جائے گا۔ لیکن جب قرآن مجید کی سب سے طویل سورت، سورۃ البقرہ کا نزول شروع ہوا تو اُس میں ایسے منافقین سے خبردار کیا گیا جو چھپے بیٹھے تھے۔ اور یہود کے خبثِ باطن اور ماضی کے کرتوتوں اور ختمِ قلوب کے بیان نے واضح کر دیا کہ صورتِ حال اتنی خوش آئند نہیں ہے جتنی گمان کی جارہی تھی اور اہلِ ایمان کو بہت چوکنّا ہو کر آگے بڑھنے کی رہ نُمائی اور عزم مل گیا۔

جہاں تک اِن منافقین کے تذبذب، خلوص و وفاداری کا تعلق تھا، ان کے درجات مختلف تھے۔، اپنی اپنی نیتوں کے اعتبار سے کچھ کو روشنی میں آنے کی توفیق ملتی رہی اور کچھ اس دلدل سے نکلنے کے قابل نہ رہے اور نفاق پر ہی اُن کی موت مقدّر رہی۔

۳ نفاق کے مارے کلمہ گو مسلمان: ایک مختصر تیسرا گروہ منافقین کا ہے جن میں اکثریت اوس و خزرج کے منکرین اور جُہلا کی ہے، اس میں دو ذیلی گروہ ہیں اوّل وہ جو عقیدتاً پکے کافر ہیں، مہاجرین کے ساتھ عصبیت میں شدید ہیں اور پرانی اوس و خزرج کی عصبیت بھی اِن میں باقی ہے۔ یہ مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر دیمک کی مانند اُن کی صفوں میں شامل رہتے ہوئے اُن کی اجتماعیت [سوسائیٹی] کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے ارادے رکھتے ہیں، یہ اِس چکر میں ہیں کہ مسلمانوں کی اس نئی اجتماعیت کا زور

توڑ دیں، یہ مسلمانوں کو بے وقوف جانتے ہیں اور اپنے پندار میں گمان کرتے ہیں کہ ہم احمقوں کا خوب مذاق اُڑا رہے ہیں۔

مدینے کے منافقین کے درمیان اِن بظاہر مسلمانوں کا ایک دوسرا گروہ ہے جو اپنے انکار و عداوت میں یہود کی مانند پختہ کار نہیں ہے، حق کی کچھ روشنی دماغ کو چکاچوند کرتی ہے تو ٹھیک ہو جاتے ہیں ورنہ وہی چالِ بے ڈھنگی، کہا گیا کہ اگر یہ انصار و مہاجرین کی مانند اخلاص سے ایمان قبول کر لیں تو فبہا، اوّل گروہ میں شامل ہونے سے بچ جائیں گے ورنہ یہ بتدریج گم راہی میں ترقی کے سفر پر گام زن ہیں۔اِن کا تذکرہ سنیے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا ہُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾ اے محمدؐ، تمھارے اطراف جمع لوگوں میں بعض[12] اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان کے بلند بانگ دعوے کرنے والے ایسے بھی ہیں، جو حقیقت میں اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ○ یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَ مَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَہُمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹﴾ اِن کا گمان ہے کہ وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کو دھوکہ دے رہے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں نہیں ڈال رہے ہیں، جس کی اُنھیں آگہی تک نہیں ہے ○ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ ۬ۙ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ﴿۱۰﴾ ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے، اِن کی چاہت پر اُس بیماری میں اللہ نے زیادتی بخش دی ہے[13] اور ایمان کے اِن جھوٹے دعووں کی پاداش میں ان کے لیے دردناک سزا ہے ○

۱۲ ہجرت کے ابتدائی ایّام میں مدینے میں اوس و خزرج کے سرداروں کے قبولِ ایمان نے اکثریت کو سچے دل سے ایمان پر آمادہ کر لیا تھا تاہم دونوں قبائل کے ایسے افراد، جن کے ناجائز مفادات پر قبول حق سے ضرب پڑتی تھی یا جن کی عقل و فہم نے اُنھیں ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر مطمئن نہیں کیا تھا وہ اپنے اندر اتنی ہمت نہیں پاتے تھے کہ اسلام کے انکاری بن کر رہیں، یہ لوگ منافق کہلائے، یہاں سے اِن کا تذکرہ شروع ہے۔

۱۳ کائنات میں یہ اللہ کی سنتِ جاریہ ہے کہ جو جس راہ پر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، اُسی راہ کو اللہ اُس

اہلِ ایمان کے درمیان فساد کا سب سے بڑا سبب عصبیت بنتی ہے جسے ایمان کی حلاوت ختم کرتی ہے۔ قرآن کی ہر بات اور رسول اللہ کی تعلیمات کا مذاق اڑانا، منافقین کا کام تو تھا ہی، مگر اس سے زیادہ خطرناک بات اوس و خزرج کے درمیان قدیم عداوت کو ابھارنا اور مقامی آبادی کو مہاجرین کے خلاف بھڑکانے کا کام تھا، جو اِن منافقین کا پسندیدہ مشغلہ تھا، یہ وہ فساد ہے جس کا تذکرہ اگلی آیات میں ہو رہا ہے۔ ہر دور میں مسلمان معاشروں میں عصبیت نے بڑا فساد مچایا ہے۔ مسلمان معاشروں میں ابلیس کے چیلے ہمیشہ قوم پرستوں کے روپ میں عصبیت کا علم اُٹھائے آتے ہیں۔ ماسوا اس عصبیت والے فساد کے، مسلمان معاشرے میں اللہ کے احکام سے بغاوت، دنیا پرستی اور بے حیائی کو عام کرنا بھی ایک بڑا فساد ہے، ہر وہ کام جس سے اللہ کی معصیت کو فروغ ملے اور اللہ کی بندگی کے دروازے بند ہوں، فساد فی الارض ہے، جسے اللہ سخت ناپسند فرماتا ہے، منافقین کو اِس پر تنبیہ ہو رہی ہے، دیکھیے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ جب کبھی ان منافقین کو توجہ دلائی گئی کہ شہر میں تم جاہلی عصبیت کا فساد برپا نہ کرو، تو انھوں نے تنک کر یہی جواب دیا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں ○ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ مومنو! خبردار رہو، حقیقت میں یہ آستین کے سانپ، منافقین بڑے فسادی ہیں مگر اُنھیں خود کوئی آگہی نہیں! ○ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اور جہالت و تکبر کا عالم یہ ہے کہ جب بھی ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دوسرے صادق القول انصار و مہاجرین، جاں نثارانِ نبی ﷺ ایمان لائے ہیں اُس طرح تم بھی اپنے

کے لیے آسان فرمادیتا ہے۔ نفاق کے اس مرض کو خوشی اور خواہش سے پالنے کے سبب، اِن مختلف الخیال منافقین کا آپس میں اس خیال پر اتفاق ہوا کہ محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین اور مہاجرین سے عداوت رکھی جائے، یہود کے علماء نے بھی اِن کی پیٹھ ٹھونکی، یوں رسول اللہ کی قایم کردہ نوخیز سلطنت میں ایک خفیہ حزبِ اختلاف نے جنم لیا، اس سے پہلے کہ یہ اپنے پَر پُرزے نکالتی اللہ تعالیٰ نے روزِ اوّل ہی سے اس کی سازشوں اور بُنے جانے والے جالوں سے اپنے نبی اور اہلِ ایمان کو آگاہ کرنا شروع کر دیا، یہ آیہ مبارکہ اِن کم نصیبوں کی بیماری کی تشخیص بھی ہے اور چھپی خطرناک حقیقت سے اہلِ ایمان کو آگاہی بھی عطا کرتی ہے۔

روّیے اور طرزِ عمل سے ایمان کا ثبوت مہیا کرو تو اُنھوں نے یہی جواب دیا کہ کیا ہم بے وقوفوں کی طرح
ایمان لے آئیں[۱۴]؟ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ آگاہ رہو، یہ منافقین
خود بے وقوف ہیں، مگر جہالت کے مارے کیا جانیں! ○ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ
اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ جب یہ اہلِ ایمان
سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، اور جب اپنے جیسے شیطانوں کی مجلسوں میں باہم ملتے
ہیں، تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمھارے ساتھ ہیں، حقیقت میں اُن ایمان والوں کے ساتھ مذاق
کر کے اُنھیں اُلّو بنا[۱۵] رہے ہیں ○ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ
﴿۱۵﴾ اِس سرکشی کے جواب میں اللہ بھی اُن سے یوں مذاق کر رہا ہے، کہ وہ اُنھیں سرکشی میں بھٹکنے
کے لیے ڈھیل دیے جا رہا ہے[۱۶] اور یہ جاہل منافق، فکر و فلسفوں کے تاریک جنگلوں میں اندھوں کی
مانند ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ
تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گم راہی کا

۱۴ اشارہ ہے صادق القول انصار کی جانب جو ایمان لانے کے بعد اپنے جان اور مال سے اللہ اور اُس کے رسول پر قربان ہونے کی ایک تصویر بن گئے تھے۔ منافقین کے سامنے یہ لوگ احمق اور کم عقل تھے جو غیر مقامی اور نعوذُ باللہ ایک خود ساختہ نبی کے پیچھے اپنا وقت اور مال برباد کر رہے تھے اور سارے عرب سے دشمنی مول لے رہے تھے۔

۱۵ یہ نام نہاد مسلمان، بباطن منکرِ حق ہمیشہ اہلِ ایمان کے ساتھ اُن کی دین سے محبت کا فایدہ اُٹھا کر دین سے جھوٹی وابستگی دکھا کر اسی نوعیت کا مذاق کرتے ہیں، اس سے قبل کہ اہلِ ایمان یعنی مہاجرین اور انصارِان کے فریب میں آتے، اللہ تعالیٰ اِن کی پول کھولتا ہے۔ آنے والے ادوار میں اور آج بھی احیائے دین کی مہمات کو شیطان سے زیادہ شیطانوں کو لڈو بانٹنے والے اِن منافقین سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ دورِ رسالت میں یہ منافقین بڑی قلیل تعداد میں تھے، زیادہ سے زیادہ پانچ فیصد ہوں گے مگر آج صورتِ حال بالکل مختلف ہے، مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے والے عقیدے اور اعمال دونوں اعتبارات سے تہی داماں ناچار مسلمان شو، ننانوے فی صد عظیم اکثریت میں ہیں اور بنو اسرائیل کی مانند ہر مسیحؑ کے دشمن اور برّباڈاکو کے عاشق ہیں۔

۱۶ تاکہ سر کی آنکھوں سے منافقین پہچان لیے جائیں، یہ اللہ کی سنّت ہے۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا

سودا کیا ہے، مگر یہ تجارت اِن کے لیے فایدے کی نہ بنی اور یہ ہدایت پانے والے نہ بن پائے ○
مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي
ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ مدینے کے موجودہ
حالات میں ان جاہل منافقین کی مثال ایسی ہے جیسے اِن کے شہر کی ایک اندھیری رات میں کسی شخص نے
روشنی کے لیے آگ جلائی اور جب اُس کے گرد ماحول[17] منور ہو گیا تو اللہ نے اِن جاہلوں کی آنکھوں کا
نور [بینائی] ہی چھین لیا، روشنی اور تاریکی اِن کے لیے یکساں ہو گئی ہے اور اللہ نے اُنھیں اُن کی منافقت
کے سبب ضلالت کی ایسی اندھیر نگری میں چھوڑ دیا جہاں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ یہ دعوتِ حق کو سننے اور
اُس کی حمایت میں آواز بلند کرنے کے لیے گونگے اور بہرے ہیں اور راہِ حق پر چلنے کے لیے قطعاً نابینا! یہ
شہرِ ہدایت، محمدؐ کے مدینے کو[18] کبھی نہ پلٹ سکیں گے ○

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ
الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ یا پھر ان جاہل منافقینِ مدینہ کی مثال
ایسی ہے کہ آسمان سے موسلا دھار بارش ہو جس میں تاریکیاں [کالی گھٹائیں] ہوں اور بجلی کی کڑک کے
ساتھ چمک بھی۔ یہ حق کی بجلی کے کڑاکے سُن کے اپنی لیڈری کی موت کے خوف سے کانوں میں
اُنگلیاں ٹھونسے ہوئے ہیں، جب کہ معاملہ یہ ہے کہ اللہ ان منکرینِ حق کو ہر چہار جانب سے گھیر چکا
ہے ○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ

---

17 جب سارا مدینہ [عربوں کی آبادی والا مرکزی شہر، جو اوس اور خزرج پر مشتمل تھا] جہالت اور تاریکی سے نکل کر رسول اللہ کی روشن کی ہوئی شمع سے نکلنے والی ایمان کی روشنی میں آ رہا تھا یہ قسمت کے مارے منافقین تاریکی کے اسیر بن گئے، اندھے ہو گئے اور جہنم کو جانے والی راہ کے سوا کوئی دوسری راہ نہ پا سکے۔ یہ یثرب میں پائے جانے والے ابو جہل اور امیہ بن خلف تھے مگر کردار میں اُن سے بھی حقیر تر اس لحاظ سے کہ وہ اپنے دل میں بسے کفر کا اعلانیہ اظہار کرتے تھے، اِن بد نصیبوں کو یہ جرأت میسر نہ تھی کہ برملا اپنے کفر کا اعلان کر سکتے۔

18 سردارِ منافقین عبداللہ بن ابی اور اُس جیسے کچھ اور کم نصیبوں پر اِن آیات کو پورا ہوتا ہوا ساری دنیا نے آنے والے چند برسوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَاَبۡصَارِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾ حق کی چمک دیکھ کر اُن کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ انھوں نے جان لیا ہے کہ بس جلد ہی برقِ باراں [دعوتِ حق] اِن کی آنکھوں کی بینائی ضائع کردے گی۔ کڑک اور اندھیاروں میں جب کبھی کچھ وقفہ ہو اور کچھ روشنی ہو تو اس میں چند قدم چل لیتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اللہ چاہتا تو ان
۲۶ منکرینِ حق کے کانوں اور آنکھوں کو بالکل ناکارہ کردیتا، یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے ۲۶○

ایمان اور کفر کے درمیان متذبذبین

اگلی آیات میں منافقین کے دوسرے گروہ کے لیے نصیحت ہے، جن کے قلوب پر ابھی مہر نہیں لگی ہے اور وہ کچھ دیر بجلی کی روشنی میں راہ دیکھنے اور چلنے والوں کی تمثیل ہیں، سارے انبیاء کی طرح نبی ﷺ کی دعوت کا پہلا بنیادی نکتہ یہی تھا کہ شرک کو ترک کرکے ایک الہِ واحد کو اپنا آقا، مالک اور معبود تسلیم کرلو، تاقیامت تمام اصلاح کی تحریکوں کا بس یہی ایک نقطہ آغاز ہے اور ہونا بھی چاہیے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۱﴾ اے انسانو، اگر فساد فی الارض، آفاتِ سماوی اور آتشِ دوزخ سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے اُس رب کی بندگی اختیار کرو جو تمھارا اور تم سے پہلے گزری ہوئی قوموں کے سارے انسانوں کا خالق ہے ○ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وُہ ایک اکیلا رب ہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو ٹھکانا اور آسمان کو چھت بنادیا، اُوپر، آسمان سے پانی اُتارا اور اس کے ذریعے سے تمھارے لیے ہر طرح کی زرعی پیداوار سے نوع بہ نوع ضروریاتِ زندگی بہم پہنچائیں۔ ہماری اِن عنایات سے تم خوب واقف ہو لہٰذا دُوسروں کو اللہ کا ہم سر اور مدِّمقابل نہ ٹھہراؤ○ وَ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۪ وَ ادۡعُوۡا شُهَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۳﴾ یہ قرآن، جو ہم اپنے بندے محمدؐ پر نازل کررہے ہیں، اگر اس کے اللہ کی جانب سے ہونے یا اِس کی صداقت کے بارے میں تمھیں کوئی شک

ہے تو اس کی ایک [19] ہی سورت کے مانند کوئی کلام بنا کر لے آؤ۔ اگر تم سچے ہو تو میرے اس چیلنج سے نبٹنے کے لیے اپنے سارے ہم مشرب مفکرین، شعراء اور فلاسفۂ جاہلیہ کو بُلا لو اور ایک اللہ کے سِوا جس کی چاہو، مدد لے لو ○ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾ پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ایسا ہر گز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو، جس کا ایندھن انسان [مشرکین] اور پتھر [20] بنیں گے، جو منکرینِ حق کے لیے تیار کی گئی ہے ○

وَ بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا هٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَ اُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمۡ فِیۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ٭ۙ وَّ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵﴾ اے پیغمبر، جو لوگ تمھاری پیش کردہ باتوں [توحید، آخرت، قرآن مجید اور رسالت وغیرہ] پر ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں، اُنھیں جنتوں کی خوش خبری دے دو؛ جنتیں، ایسے باغات ہیں، جن میں نہریں جاری ہوں گی۔ وہاں جب کوئی پھل اُنھیں کھانے کو دیا جائے گا، تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دُنیا میں ہم کو عطا کیے گئے تھے، صحیح کہا، اُنھیں اُس سے مشابہ ہی عطا کیے گئے تھے۔ اور اُن کے لیے اِن باغات میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے ○

یہود کی حرکتوں اور سازشوں پر سرزنش

یہاں تک سلسلہ کلام منافقین کی جانب تھا، جس کے اختتام پر اُنھیں زمرہ مومنین میں یک سوئی کے ساتھ شمولیت کی دعوت ہے، جن کے لیے آخرت کی بادشاہت اور جنّتوں کی خوش خبری ہے۔ اگلی آیت سے یہود کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے، جو منافقین کو تھپکیاں دینے والے تھے۔ منافقین کو یقین

19 یہ زبان دانی پر ناز کرنے والے عربوں کو چیلنج تھا، جس کو آج تک کوئی قبول نہ کر سکا، یہ قرآن کا معجزہ ہے۔

20 وہ پتھر جن کو پوجا گیا اور جو مندروں، بت خانوں اور پوجے جانے والے مزارات میں استعمال ہوئے، اِن پتھروں کا کوئی قصور نہ تھا، یہ تو اِن پتھروں سے بنے مشرکین کے خداؤں اور صنم خانوں اور پوجے گئے مزارات کی تحقیر ہے، یہ تندور میں لگنے والی آتشی اینٹوں کی مانند جہنم میں جلنے والے مشرکین کو پیہم شدید حرارت کا عذاب پہنچائیں گے، جس کا ہم آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔

دلاتے تھے کہ یہ وہ نبی موعود نہیں ہے جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، یہ اللہ کے کلام کا مذاق اُڑاتے تھے، من جملہ اِن کی بے شمار سطحی باتوں کے، یہود کا قرآن مجید کے بارے میں یہ بھی کہنا تھا کہ یہ کیسا اللہ کا کلام ہے جس میں حقیر مخلوق جیسے مکھی یا مچھر کی تمثیل دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس فضول بات پر اِن کی پکڑ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اِن کا یہ کہنا ہی اِن کی ضلالت پسندی کی دلیل ہے کہ بجائے اُس تمثیل سے عبرت پکڑتے اور وہ بات سمجھنے کی کوشش کرتے جس کو سمجھایا جارہا تھا، دلیل کو ہنسی مذاق میں اُڑایا جارہا ہے۔ اِنھیں یاد دلایا جاتا ہے کہ تم وہی تو ہو جن سے میثاق [پختہ عہد] لیا گیا تھا۔ اپنی حیثیت پر غور کرو! تم تو خود نقضِ عہد [عہد کی خلاف ورزی] کے مجرم ہو۔ یہودی، یوں تو معاہدے کی تمام ہی شقوں کی خلاف ورزی کے مجرم تھے، دلیل کے طور پر رشتوں اور قرابت داریوں کو توڑنے کی اِن کی رَوِش کا ذکر ہوا، یہ ایک بہت واضح بُرائی تھی، جو اِن میں عام تھی۔ یہ ایک ایسی مجرمانہ حرکت تھی کہ حجت بازی اور کوشش کے باوجود وہ انکار نہ کرسکے، خود اِن ہی کے درمیان اس جرم کے ستائے ہوئے لوگ اس جرم کی زندہ گواہی تھے۔ آیات کا مطالعہ فرمائیے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ یقیناً، اللہ کو اس بات سے کوئی عار نہیں کہ بات کی وضاحت کے لیے قرآن مجید میں مچھر یا اس سے بھی کم تر کسی چیز کی مثال دے، جو لوگ حق بات کو قبول کرنے والے ہیں، وہ اِنھی تمثیلوں کو سُن کر جان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، اور جو ہٹ دھرم کافر ہیں، وہ اُنھیں سُن کر کہنے لگتے ہیں کہ ایسی تمثیلوں سے اللہ کو کیا سروکار! [گویا، یہ اللہ کے مقامِ بلند سے بعید تر ہیں!] یوں، ایک ہی بات سے اللہ بہت سے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ گمراہ نہیں کرتا مگر اُن کو، جو بداطوار [فسق و فجور کے شیدائی] ہیں ○ یہ فاسقین لوگ اللہ سے پکا عہد کر لینے کے بعد اُسے توڑ دیتے ہیں، اللہ نے جن روابط کو

جوڑنے کا حکم دیا ہے اُنھیں کاٹتے ہیں، اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ نامراد ہیں ○

ربّ العالمین، سراپا رحمت ہے، اپنے رسولؐ اور اُس کے ساتھ کاروانِ توحید میں شامل اصحاب کو منافقین کی حرکتوں اور اُن کے سرپرست یہود کی بے وفائی اور حرکتوں سے آگاہ کرنے کے بعد سارے انسانوں، بشمول مومنین، منافقین اور یہود کو ہدایت یابی کے نصیحت وتذکیر کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ منافقین اور یہود مخاطب خصوصی ہیں کہ شاید اِن میں سے کسی کے دماغ میں اگر کچھ بھی نیکی کے احساسات باقی ہوں تو پلٹ آئیں اور یہ کہ تبلیغ کی حجت بھی تمام ہو۔

قرآن مجید کی اِن تمام آیات کا مطالعہ کرتے ہوئے اور زمانہ نزول اور شانِ نزول کے ساتھ اِن کے ربط پر تدبر کرتے ہوئے یہ بات ضرور ذہن میں رہے کہ یہ کلام ہرگز وقتی یا مقامی نہیں بلکہ زمان و مکان کی قیود سے آزاد اور آفاقی ہے اور ہر زمانے میں اور تمام لوگوں کے لیے جو اس کلام کا مصداق بن سکیں، سب کے لیے ویسا ہی مفید ہے جیسا اپنے نزول کے وقت اور مقام پر اُس ماحول میں اپنے مخاطبین اوّل کے لیے تھا۔ اِس کے معانی اور مفاہیم اور اس کا پیغام ہر زمانے میں موجود، گزرے ہوئے اور آنے والے تمام لوگوں کے لیے یکساں سبق آموز اور مفید ہے۔ جن لوگوں کا کردار مومنین جیسا ہے، اُن کے لیے مومنین کا تذکرہ کرنے والی آیات ہیں اور آج جو قرآن کی بیان کردہ منافقین جیسی حرکات کے مرتکب ہیں وہ اُن آیات کے مصداق ہیں جو منافقین کے بارے میں ہیں اور جو قرآن کے بیان کردہ یہود کے طرزِ عمل پر یہودی نظر آتے ہیں، اُن کو ڈرنا چاہیے کہ اُن کے ساتھ مالک الملک وہی سلوک کرے گا، جس کا اُس نے یہود کے ساتھ وعدہ کیا اور پھر اُس کو پورا کیا۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ حیرت ہے تمھاری جہالت وعاقبت نااندیش جرأت پر کہ تم کیوں کر اللہ کے ساتھ یعنی اُس کے رسولؐ کی پیش کردہ اس دعوتِ حق کے ساتھ انکار کی روش اختیار کر لیتے ہو، جب کہ معاملہ یہ ہے کہ تم مردہ تھے، اُس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تم کو موت دے گا، پھر وہی تمھیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا، پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

جَمِيۡعًا ۚ ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ‌ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے، ساری چیزیں تمھارے لیے پیدا کیں، پھر اُوپر آسمان کی طرف توجّہ فرمائی اور سات آسمان استوار کیے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے ۝ ۳۶۰

اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے سورۃ البَقَرَۃ کا تیسرا رکوع مکمل ہوا۔ اگلے رکوع میں انسان کی تخلیق کے نقطہ آغاز کی تاریخ کا ایک منظر بیان ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کی نافرمانی وبغاوت کا روّیہ محض تکبر کی بنیاد پر تھا، جو آج یہود کے انکار وبغاوت کا سبب ہے۔ اس رکوع کا مطالعہ ہم انشااللہ ۱۱۵ ویں باب [صفحہ ۸۱] میں کر سکیں گے۔

پچھلے بیان کردہ تیسرے رکوع میں منافقین اور اِن کے یہودی سرپرستوں کے تذکرے کے بعد مناسب ہے کہ منافقین کی مناسبت سے، اُن کی نمازوں کی کیفیت اور کنجوسی کے روّیے پر نازل ہونے والی آیات [سُوۡرَۃُ الۡمَاعُوۡن] کا مطالعہ کیا جائے جو اغلباً اُنہی ایّام میں نازل ہوئی ہوں گی، جس میں سورۃ البَقَرَۃ کا تیسرا رکوع نازل ہوا ہوگا۔

مدینے میں منافقین کی نمازیں

ہجرت مدینہ کے فوراً بعد اگرچہ کہ نام نہاد مسلمان منافقین اپنی بود و باش، اپنی دوستیوں، اپنی باتوں اور اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ غیر مخلصانہ روّیے کی بناپر پہچانے جا سکتے تھے مگر وہ کوشش کر کے اِن سارے امور میں مسلمانوں کی نقّالی کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ ایک خصلت ایسی تھی کہ جسے وہ چھپانا چاہنے کے باوجود نہ چھپا پاتے تھے۔ وہ خصلت یہ تھی کہ اپنی نماز سے غفلت اور سستی برتتے تھے سُوۡرَۃُ الۡمَاعُوۡن میں اِس کا تذکرہ ہے، مسلمانوں کے کسی فرد میں یہ خامی مکہ میں ہرگز نہ تھی۔

۹۷: سُوۡرَۃُ الۡمَاعُوۡن [۱۰۷ — ۳۰: عَمَّ]

نزولی ترتیب پر ۹۷ویں تنزیل، آخری پارے میں سورۃ نمبر ۱۰۷

سُوۡرَۃُ الۡمَاعُوۡن کی شانِ نزول پر گفتگو کرتے ہوئے سید مودودیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"ابن مردویہ نے ابن عباس اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے اور یہی قول

عطاء اور جابر کا بھی ہے۔ لیکن ابو حیان نے البحر المحیط میں ابن عباس اور قتادہ اور ضحاک کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت کے اندر ایک داخلی شہادت ایسی موجود ہے جو اس کے مدنی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس میں اُن نماز پڑھنے والوں کو تباہی کی وعید سنائی گئی ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے اور دکھاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ منافقین کی یہ قسم مدینے میں ہی پائی جاتی تھی، کیوں کہ وہیں اسلام اور اہل اسلام کو یہ قوت حاصل ہوئی تھی کہ بہت سے لوگوں کو مصلحتاً ایمان لانا پڑا تھا اور وہ مجبوراً مسجد میں آتے تھے، جماعت میں شریک ہوتے تھے اور دکھاوے کی نمازیں پڑھتے تھے تاکہ اُنھیں مسلمانوں میں شمار کیا جائے"

اِس سورۃ کی چوتھی، پانچویں اور چھٹی آیات [فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ﴿۴﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ﴿۵﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۙ وَ يَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ﴿۶﴾] کو صاحب تفہیم القرآن اور صاحب فی ظلال القرآن منافقین اور کم زور اہلِ ایمان کے لیے جانتے ہیں جو ایمان ویقین کی کمی کی بنا پر اپنے کافرانہ مزاج کی وجہ سے نماز میں مستعدی نہیں دکھا سکتے تھے اور جو کچھ بھی اپنی حاضری کو مسجد میں موکد کرنے کے لیے کسمساتے ہوئے آتے اور نمازیں پڑھتے تھے وہ محض دکھاوے کی تھیں۔ آج کے دور میں کلمہ گو لوگوں کی اکثریت ایسی ہے جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتی اور نہ ہی ماحول ایسا ہے کہ ایمان کا جھوٹا ثبوت فراہم کرنے کے لیے ہی سہی مسجد میں آنے کی اِنھیں کوئی مجبوری ہو، اِن لوگوں کا دعوائے ایمان اللہ کے یہاں قبول ہو گا یا نہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے، جو کچھ اس آیہ مبارکہ اور ترکِ صلوٰۃ پر وارد احادیث سے معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ اِن کا دعوائے ایمان جھوٹا ہے اور اِن کے لیے تباہی ہی تباہی ہے۔ تاہم جب تک قیامِ خلافت کے ساتھ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ نہیں ہوتی یا ایک چھوٹے پیمانے پر ہی سہی اسلامی حکومت قایم نہیں ہوتی، قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور مردم شماری کے رجسٹروں میں اِن بے نمازیوں کا مذہب، اسلام ہی درج ہو گا اور ہم اِن کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ آج کے دور میں یہ آیہ اُن لوگوں پر ضرور صادق آتی ہے جن کی معاش اور معاشرتی مقام اسلام کے ساتھ وابستگی دکھانے کے ساتھ وابستہ ہے اور اِنھیں دکھاوے کے لیے ڈاڑھیاں رکھنی اور نمازیں پڑھنی پڑتی ہیں۔ یہ بات ایک عمومی اعتبار سے موجودہ معاشرے کے تجزیے میں تو ضرور کہی جا سکتی ہے مگر کسی فردِ خاص یا متعین گروہ کے لیے کہنا فتنے اور فساد کا باعث ہوتا ہے اور اللہ کو مسلم معاشرے میں فتنہ اور فساد

ہر گز پسند نہیں ہے، فتنہ جُو اور فساد پرور ضرور کہیں گے کہ یہ مسلم معاشرہ ہے ہی نہیں، لہذا یہاں یہ جائز ہے، اللہ اِن نادانوں کو ہدایت دے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ ﴿١﴾ کیا تم نے ذرا حالت بھی دیکھی، قیامت کے دن یعنی روزِ جزا و سزا کو جھٹلانے والے کی؟ فَذٰلِكَ الَّذِىۡ يَدُعُّ الۡيَتِيۡمَ ﴿٢﴾ یہی تو ہے، جو یتیم کو دھکّے دیتا ہے، جب کہ وہ رحم اور سرپرستی کا حق دار ہوتا ہے ○ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ﴿٣﴾ اور حد یہ کہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب تک نہیں دیتا[21] ○ فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ﴿٤﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ﴿٥﴾ سنو، اُن نماز پڑھنے والوں کے لیے نِری تباہی ہے جو اپنی نماز سے غفلت اور سستی برتتے ہیں ○ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ﴿٦﴾ اور جو نماز کی عبادت بھی محض دکھاوے کے لیے کرتے ہیں ○ وَ يَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ﴿٧﴾ اور طبیعت میں اس درجہ کنجوسی کہ مانگنے پر، لوگوں کو معمولی ضرورت کی چیزیں تک دینے سے منع کر دیتے ہیں[22] ○ ۱ع ۱ع

☆☆☆☆☆

---

٢١ اگر ہم اس سورۃ کے مدنی ہونے پر مطمئن ہیں تو یقیناً یہ آیہ مبارکہ اُن منافقین اور تنگ دل لوگوں کی کیفیت کو بیان کر رہی ہے جو بے سروسامان مہاجرین کے طعام و قیام کے انتظامات میں بخیلی دکھا رہے تھے۔

٢٢ منافقین یا کم زور اہلِ ایمان دکھاوے کے لیے نمازیں پڑھ سکتے اور اپنی وضع قطع اور چکنی چپڑی باتوں سے دنیا کو دھوکہ دے سکتے ہیں مگر اِن کی ایک خصوصیت ایسی ہے جس پر یہ چاہیں تو بھی پردہ نہیں ڈال سکتے اور اس کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں وہ یہ کہ نفاق اور اللہ کی جانب سے اجر پر غیر یقینی اور آخرت سے بے پرواہ ہونے کی بنا پر طبیعت میں ایک بخیلی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے جس پر ہمیشہ پردہ نہیں ڈالا جا سکتا، وہ بخیلی یہ ہے کہ دوسروں کو ضرورت کی معمولی چیز دینے سے بھی اِن کا دل دکھتا ہے، چاہے یہ دکھانے کے لیے یتیم خانوں کو بڑے بڑے چندے دیتے ہوں اور بڑے بڑے نمائشی سوشل ورکس میں حصہ لیتے ہوں۔